

اہل شام پر قیامت کے لمحے اور عالم اسلام کی بے بسی

گزشتہ سال عالم عرب کے ریگزاروں میں پنپنے والا اسلامی انقلاب سرزمین شام سے ان دنوں اپنے منطقی انجام کی طرف گامزن ہے۔ گوکہ شامی فاشٹ درندہ صفت حکمرانوں نے اس عوامی اسلامی انقلاب اور مزاحمت کے دوران ریاستی طاقت اور جبر و طاغوتیت کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ لیبا، مصر اور یمن تینوں ممالک میں تحریکات کے دوران عوام کے خلاف اتنا تشدد نہیں کیا گیا جتنا کہ اہل شام پر ڈھایا گیا۔ سرزمین شام جو کہ ایک روایت کے مطابق قیامت کے دن سرزمین محشر ہوگی۔ آج خالم بشار الاسد کے ہاتھوں دنیا دیکھ رہی ہے کہ سرزمین شام پر قیامت سے پہلے قیامت پھا کر دی گئی ہے اور محشر کی سی ہولناکیاں اور شوریات قیامت کے فتنے ہر سو پھیل گئے ہیں۔

بدقسمت اہل شام اور اس کے مظلوم ایمانی حرارت سے لبریز نوے فیصد سنی رعایا گزشتہ چالیس برس سے ظلم و جبر اور بدترین کیونسٹ نظریات رکھنے والی اقلیت شیعہ طوئی خاندان کے زیر تسلط سکسک کرفلامی کی دہمکی بسر کر رہی ہے۔ منجوس کیونزم نظام کے باعث اور بد بخت اسد خاندان کی قوم دشمن پالیسیوں نے اہل شام کی تمام تر انسانی حقوق، آزادی اظہار رائے اور ترقی و خوشحالی کو برہا برس سے پریشان بنایا ہوا ہے۔ پہلے بشار الاسد کا باپ حافظ الاسد تیس سال تک قصر صدارت پر قبضہ جمائے ہوئے شامیوں کا خون چوستا رہا اور مخالفین سنیوں پر (جو کہ نوے فیصد سے زائد ہیں) طرح طرح کے ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑتا رہا۔ اس بد بخت انسان نے صرف 1982ء میں حماہ شہر میں علماء اور نہتے شہریوں پر ٹینکوں کی مدد سے چالیس ہزار کے لگ بھگ افراد کو بیدردی کے ساتھ قتل کیا اور پورے شہر کو بمباری کے ذریعے پیوند خاک کر دیا اور ہزاروں سیاسی مخالفین، علماء و دانشور، صحافیوں کو پوری دنیا میں فلسطینیوں کی طرح اپنے وطن سے ہمیشہ کے لئے جلا وطن کر دیا۔ اس کے جہنم رسید ہونے کے بعد شامیوں کو یہ خام خیالی اور توقع تھی کہ اس کا بیٹا بزم خود باپ سے مختلف ہوگا؟ لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ کے مصداق بشار الاسد کے گیارہ سالہ آمرانہ اقتدار کے دوران بھی شامی عوام کچھ چین کا ایک لمحہ بھی نہ گزرا سکے اور وہی باپ والی آمرانہ طرز حکمرانی، شامیوں کے مقدر میں پیوند لگاتی رہی۔ پھر جب گزشتہ سال عرب ممالک میں تبدیلی کی ہوائیں انقلابیوں کے خون سے مزین نخلستانوں، لازوال شہادتوں اور بھرپور عوامی جدوجہد کے نتیجے میں اٹھ کر جیسے ہی سرزمین شام کے درودیوار سے ٹکرائیں تو سب سے پہلے اسلام کے عظیم جرنیل بہادر انقلابی رہنما حضرت خالد بن ولید (سیف اللہ) کے جائے دفن شہر حمص نے ہی اسے مرحبا کہا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سارے شام میں بشار الاسد کی آمریت کے خلاف عوامی مزاحمت گزشتہ پندرہ مہینوں سے استقامت کے ساتھ زور و شور سے جاری ہے۔ غلام بھاگتے پھرتے ہیں مشعلیں لے کر محل پہنٹنے والا ہوا آسمان جیسے

شامی بڑی بہادری کے ساتھ اپنے خون جگر سے ظالم حکمرانوں کے خلاف جہاد اور مزاحمت کے ایسے عنادین قائم کر رہے

ہیں کہ جس کے سامنے شام کی ماضی کی بہادری کی داستانیں بھی ماند پڑھنے والی ہیں۔ بشار الاسد کی آرمی کے ہزاروں فوجی اب انتہا ہیوں کی کونسل کے ہمراہ شانہ بشانہ جہاد کیلئے ان سے آٹے ہیں کیونکہ مخرف پولیس اور فوجی ظلم و بربریت میں بشار الاسد کا مزید ساتھ دینے سے اکتا چکے ہیں کیونکہ وحشی بشار الاسد اپنے ہی عوام پر اپنے باپ کی طرح ٹینکوں اور جہازوں کے ذریعے اندھا دھند بمباری کر رہا ہے اور سب سے وحشت ناک پہلو بشار الاسد کا یہ سامنے آیا ہے کہ وہ اکثریتی عوام کی نسل کشی پر اتر آیا ہے۔ اس تمام عرصے میں کم عمر بچوں کو بیدردی کے ساتھ سرکاری فوجیں قتل کر رہی ہیں اور چھوٹی چھوٹی بچیوں اور خواتین کے ساتھ اجتماعی آبروریزی کی جارہی ہے۔ سینکڑوں سنبھلے لوگوں کو اجتماعی طور پر اکٹھا کرنے کے بعد ذبح اور زندہ جلایا جا رہا ہے اور اب تک بیس ہزار کے لگ بھگ شہریوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ یہ ظلم تو عیسائیوں اور چنگیز یوں نے بھی اہل شام پر نہیں کیا تھا جو کہ یہ حکمران صرف سیاسی مخالفت کی بنا پر ہر تہہ پہنچ رہے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ اس ظلم و بربریت پر آؤں پڑوں کی شیعہ حکومتیں کھل کر بشار الاسد کی حکومت کا ساتھ دے رہی ہیں اور اپنی افواج کو مختلف جیسوں میں بشار الاسد کی حکومت کی مدد کیلئے شام بھجوا رہی ہیں اور دوسری جانب پورا عالم اسلام خاموش تماشا کی بنا اس ظلم و بربریت کے مظاہرے دیکھ رہا ہے۔ ماسوائے سعودی عرب اور قطر وغیرہ کے جو اہل شام پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف ہر فورم پر بول رہے ہیں باقی تمام مسلم ممالک گونگے شیطان کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ امریکہ، اقوام متحدہ اور آؤ آئی سی وغیرہ رکی شور کر رہے ہیں شاید اس لئے کہ شام میں لیبیا اور عراق کی طرح پیٹرول کے ذخائر نہیں۔ ایران جو کہ اتحاد بین المسلمین کا علمبردار ہونے کا دعویدار ہے اسے تو ناشی اور حکمت و تدبیر کا کردار ادا کرنا چاہیے تھا۔ یا کم سے کم اس تنازع سے غیر جانبدار رہنا چاہیے تھا کیونکہ یہ شامیوں کا آپس کا معاملہ تھا۔ بہر حال سچ کہا ہے کسی نے کہ سیاست کے سینے میں دل نہیں ہوتا۔ ہم اس موقع پر یہ بھی ضرور کہیں گے کہ بحرین میں بھی اہل تشیع جو کہ وہاں پر اکثریت میں ہیں انہیں بھی وہاں کے شاہی خاندان اور حکمرانوں کو دیوار کے ساتھ نہیں لگانا چاہیے تھا اور ان کے تمام قانونی اور شہری حقوق کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔ بہر حال عالم اسلام کی باہمی اتفاق، افراتفری، تفرقے، تنگ نظری اور مسلمکی سیاست والی پالیسیوں پر بجز ماتم کے اور کیا کیا جاسکتا ہے

۔ فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

بشار الاسد حکومت کو لیبیا، مصر اور یمن کے حکمرانوں کے انجام سے سبق لینا چاہیے کیونکہ عوامی جدوجہد کے سمندر میں جب طغیانی ایک بار پیدا ہو جائے تو اس کے سامنے بڑے بڑے دیوبیکل جہاز نما قصر صدارت اور اس کے بونے حکمران کہاں تک سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب دمشق کے مقدس فضاؤں میں آمریت کی زہریلی ہوائیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گی اور وہاں کے معصوم اور بہادر عرب مسلمان جمہوری طریقوں سے ایک خالص جدید اسلامی حکومت دیکر ہماری ممالک کی طرح قائم و دائم کر لیں گے۔

۔ شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے